حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ

المعروف 'اُمّ ناصر'

مبشرہ بشارت

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماءاللہ پاکستان کو صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تا کہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ
المعروف اُمّ ناصر

پیارے بچو!

حضرت سیدہ محمودہ بیگم جو 'امّ ناصر' کے نام سے جانی اور پہچانی جاتی تھیں ۔آج تمہیں اُن کی زندگی کی کہانی سناتے ہیں کہ کون تھیں ؟ کتنی عظیم (بڑی) زندگی گزاری اور کب فوت ہوئیں وغیرہ ۔جب تمہیں بھی ان کے متعلق پتہ چل جائے گا تو تم اپنی نمازوں اور دعاؤں میں انہیں یاد رکھنا۔اورکوشش کرنا کہ ایسی پیاری پیاری خوبیاں اپنے اندر بھی پیدا کرو!

حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ 1891ء میں پیدا ہوئیں ،آپ کا نام اُمی ابّا نے رشیدہ رکھا (لیکن ہم یہ بات کہ محمودہ نام کیوں پڑ گیا بعد میں بتائیں گے) آپ کے ابّا کا نام حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب تھا اور اُمی کا نام مکرمہ عمدہ بیگم تھا۔اُس زمانے میں لڑکیوں کے اسکول تو پورے ہندوستان میں ہوتے ہی نہیں تھے ۔اس لئے آپ نے گھر میں تھوڑی بہت تعلیم حاصل کی اورقرآن شریف بھی پڑھا۔

آپ کے دادخلیفہ حمیدالدین صاحب اپنے زمانے کے ایک بہت بڑے عالم اور بزرگ انسان تھے ۔ لاہور کی مشہور شاہی مسجد کے

امام،مشہور اسکول ’اسلامیہ اسکول‘ کی بنیاد آپ نے ڈالی اور ’انجمن حمایتِ اسلام‘ کے نام پر ایک جماعت بنائی جو اسلام کی خدمت کرے۔ آپ کو قرآن حفظ تھا۔ ایک بیٹی اور پھوپھی بھی حافظہِ قرآن تھیں۔حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی خاص بات یہ تھی کہ اس قدر نیک گھر میں پرورش پا کر جب آپ جوان ہوئے اور اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر لی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے اُن خوش قسمت صحابہ میں شمار ہونے لگے جن کو اوّلین کہتے ہیں،یعنی شروع میں ایمان لانے والے۔

ایک دن حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اپنی بیٹی رشیدہ کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کے لئے قادیان آئے سات سال کی لڑکی رشیدہ نے جب اتنی بڑی ہستی جو خدا کے نبی تھے۔اُن کو پہلی دفعہ دیکھا تو ادب اور عزّت کی وجہ سے دوبارہ نظریں نہ اُٹھا سکیں، کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے ابّا کو خط لکھا کہ وہ اپنے بڑے بیٹے محمود (حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب) کا رشتہ رشیدہ سے کرنا چاہتے ہیں۔اور یہ بھی لکھا کہ ’’دعا کریں اور چونکہ دونوں بچے چھوٹے ہیں رشتہ طے کر دیتے ہیں شادی بعد میں ہو جائے گی۔‘‘

اس خط نے ننھی رشیدہ کی قسمت کو چار چاند لگا دیئے۔بچو! یہاں

چار چاند کا مطلب ہے ’بہت روشن‘ کہ ایک نیک باپ کی بیٹی تو تھیں اب ایک ایسے گھر کی بہو بننے جا رہی تھیں جو اُس زمانہ میں سب سے زیادہ نیک انسان کا گھر تھا اور سب سے بڑے بیٹے کی دلہن، جس کے اندر بہت چھوٹی عمر سے اسلام کی خدمت کی ایسی سچی اور زبردست تڑپ تھی کہ جس کی سمجھ عام طور پر بہت بڑے بڑے انسانوں میں بھی نہیں ہوتی۔

1902ء میں جب رشیدہ گیارہ سال کی ہوئیں تو اُن کی شادی ہو گئی۔ بارات میں حضرت میر ناصر نواب صاحب (جو حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب کے نانا تھے) اور حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب ’رُڑکی‘ تشریف لے گئے۔ ’رُڑکی‘ ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہے۔ جہاں اُن دنوں آپ کے ابّا کی ملازمت تھی۔ جب دلہن کو بیاہ کر گھر لے آئے۔ اس کے بعد حضرت اماّں جان (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیوی تھیں) نے آپ کا نام ’محمودہ‘ رکھا۔ اور تب سے اِسی نام سے سب آپ کو بلانے لگے۔

شادی کے وقت آپ چھوٹی تھیں۔ اس لئے آپ ایک سال کے لئے واپس اپنے امیّ ابّا کے پاس چلی گئیں اور 1903ء میں دوبارہ آ گئیں۔

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو آپ کی نند تھیں فرماتی ہیں:۔

’’انہوں نے شادی کے بعد اس گھر کو اپنا گھر اور ہم لوگوں کو اپنے

بہن بھائی سمجھا، نہایت پیار سے ہم لوگ رہے۔ میں بہت چھوٹی تھی ضرور ستاتی بھی ہوں گی، مگر ان کی شفقت میں کمی نہ آتی دیکھی ...... ہمارے بچوں کے آپس میں رشتے ہوئے ایسے میں سو باتیں قدرتی ہو جاتی ہیں بد مزگی کی اور ہو سکتی تھیں! مگر ہمارے ذاتی تعلقات پر کبھی کوئی اثر نہ پڑا نہ انہوں نے ان رشتوں کو پہلے رشتہ کے درمیان میں کبھی بھی حائل ہونے دیا۔ حضرت اماّں جان کے بعد اور بھی محبت و شفقت خصوصیت سے ان کی جانب سے حاصل رہی۔"

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت اماّں جان سے خاص تعلق تھا۔ ...... بہت کم اس زمانہ میں بات کرتے بڑوں سے میں نے ان کو دیکھا، شام کو باہر (صحن میں) آنا تو مؤدب ہو کر بیٹھنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے بھی دوپٹہ بہت لپیٹ کر اوڑھے رکھنا ان کا طریق تھا جیسے پنجابی میں دُہری بکّل کہتے ہیں اب لڑکیوں نے شاید یہ طریقہ دیکھا ہی نہ ہو، اسی صورت میں دوپٹہ اوڑھ کر صحن میں نکلتی تھیں یہ ایک طرح کا گھر کا پردہ ہی ہوتا ہے۔ حالانکہ اس وقت شروع میں پردہ والا کوئی خاص گھر میں نہ ہوتا تھا۔"

"...... بہت دعائیں کرنے والی تھیں، جب میرا پہلا بھتیجا، نصیر احمد فوت ہو گیا اور پھر بچہ کافی عرصہ تک نہ ہو...... تو انہوں نے اولاد

کے لئے بے حد دعائیں کیں۔ پھر تو خدا کے فضل سے اوپر نیچے بیٹے بھی دیئے اور بیٹیاں بھی، مبارک زندگی تھی، مبارک انجام ہوا۔''

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی پہلی بہو تھیں اور آپ علیہ السلام کے الہام 'خواتینِ مبارکہ' میں شامل ہوئیں۔ سب سے پیاری بات یہ تھی کہ آپ نے پانچ یا چھ سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے، اُن کے گھر میں گزارے اور جس قدر بھی ممکن ہوتا ہر طرح خدمت کرتیں۔ جب بھی حضور علیہ السلام وضو کرنے لگتے تو بھاگ کر لوٹا پکڑ لیتیں اور خود پانی ڈالنے لگتیں تا کہ خدمت کر سکیں۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام کرنے کے علاوہ آپ نے بہت دفعہ حضور علیہ السلام کے پاؤں دبانے کی توفیق بھی پائی۔

حضرت امّاں جان جو آپ کے میاں کی اُمّی تھیں اور اب تو آپ کی بھی اُمّی تھیں۔ بے حد پیار اور محبت سے اپنی محمودہ کا خیال رکھتیں تھیں۔ شادی کے بعد شروع میں کچھ راتیں اپنے پاس سُلایا کرتیں تا کہ بچی کو نئے گھر میں ''اپنا پن'' محسوس ہونے لگے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھر میں آنے والی نئی مہمان کا بہت خیال رکھتے۔ اکثر صبح جب حضور علیہ السلام لکھنے کا کام کر رہے ہوتے اور آپ کا دل یہ نہ چاہتا کہ پراٹھے وغیرہ کا ناشتہ کروں تو خاموشی سے جا کر آپ علیہ السلام کے پاس کھڑی ہو جاتیں اور

آپ اُن کوفوراً اپنے ٹرنک کی چابیاں پکڑا دیتے جن میں مزیدار سی کھانے کی ایسی چیزیں رکھی ہوتی تھیں، جو اکثر قادیان کے باہر سے آتی تھیں۔ مثلاً بسکٹ مٹھائیاں وغیرہ اور آپ چابیاں لے کر اپنی مرضی کی چیزیں مزے سے کھاتیں۔ اس کے علاوہ کئی دفعہ اگر آپ کو کسی اور چیز کی ضرورت ہوتی تو بے تکلفی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مانگ لیتیں اور آپ خوشی سے فرمائش پوری کر دیتے۔

بچو! اِس سادہ، بے تکلف اور محبت کرنے والے گھرانے میں آپ کے شوہر محترم سیّدنا محمود بھی آپ کا بہت خیال رکھتے لیکن ایک رات جب کہ آپ اپنے کاموں کی وجہ سے کچھ دیر سے آئے تو دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاؤں دباتے دباتے پلنگ کی پَٹّی پر سر رکھے سو گئیں تھیں۔ تو حضور علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا ''میاں محمود! جلدی آجایا کرو محمودہ کو اکیلے ڈر لگتا ہے'' چنانچہ اس کے بعد آپ رات کو جلد گھر آجایا کرتے تھے۔

ایک اور مزے دار بات یہ ہے کہ ایک دفعہ یہ بات مشہور ہوئی کہ شائد میاں محمود دوسری شادی کرلیں گے۔ تو آپ یہ سن کر اداس ہوگئیں۔ شام کو جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دبا رہی تھیں تو حضور علیہ السلام نے پوچھا ''محمودہ تم کیوں اُداس ہو؟'' آپ نے اُس خبر کا

ذکر کیا تو آپ علیہ السلام فرمانے لگے کہ میری زندگی میں محمود دوسری شادی نہیں کرے گا‘‘

اور یہ بات سُن کر آپ کو تسلّی ہوئی اور حضور علیہ السلام کی منہ سے نکلی ہوئی بات پوری بھی ہوئی۔ (چنانچہ باقی شادیاں آپ نے بعد میں کیں)

آپ کے گھر پہلا بچہ نصیر احمد جو حضور علیہ السلام کی زندگی میں پیدا ہوا تھا اور یہ چند ماہ کا ہو کر فوت ہو گیا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد کوئی اور بچہ نہ ہوا ایک دن کسی نے ایسا دل دُکھایا کہ آپ ساری رات اللہ تعالیٰ کے سامنے بہت روئیں اور پھر جلد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ بیٹا عطا کیا جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ’نافلة لك‘ تیرا پوتا ہوگا پورا ہوا اور بچو! تمہیں پتہ ہے کہ وہ کون تھے؟ وہ بعد میں ہمارے تیسرے خلیفہ بنے (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب)

حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ جو اپنے بیٹے ’ناصر‘ کے نام کی وجہ سے ’اُمّ ناصر‘ مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ جب آپ کے بچوں نے ’امّی جان‘ کہنا شروع کیا پھر سب لوگ بھی آپ کو ’امّی جان‘ کہتے۔ اور جماعت کی عورتوں اور بچوں نے بھی اسی نام سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔

بچو! آپ نے کبھی قادیان دیکھا ہے؟ اور اگر آپ قادیان گئے ہیں تو دار المسیح تو ضرور دیکھا ہوگا۔ اُس گھر میں جہاں آج کل

صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب رہتے ہیں۔

وہ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کا گھر تھا۔اُس گھر میں ایک کمرہ ایسا تھا جس سے سب گھر والے گزر کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے دفتر میں جایا کرتے تھے۔اوراس کمرے میں امّی جان اپنے بچوں کے ساتھ سوتی تھیں۔جب رات کوآپ سب سوبھی جاتے اوراگرکسی گھر والے نے حضور علیہ السلام سے ملنے جانا ہوتا تو بغیر بُرا منائے ، بڑی خوشی کے ساتھ آپ بار بار اٹھ کر دروازہ کھولتیں اور بندکرتیں لیکن کبھی بُرا نہ مناتیں۔

آپ کی بہت پیاری پیاری خوبیوں میں سے ایک خوبی قربانی کرنے کا مادہ تھا۔ وہ بہت ہی زیادہ تھا۔ جب آپ کے پیارے شوہر سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ بنے اورعورتوں کی تعلیم وتربیت کی غرض سے آپ نے اورشادیاں کیں۔تو اُمّی جان نے بہت ہمت اورحوصلے اورقربانی کے ساتھ سب کچھ برداشت کیا۔اوراس سلسلے میں نہ اپنے میاں کو ستایا، نہ آنے والی نئی بیویوں کو بلکہ ایک گھر میں رہتے ہوئے ہمیشہ ’بڑی بہن‘ بن کر گزارا کیا۔آپ کو گلے شکوے کرنے کی بالکل عادت نہ تھی اور نہ ہی کبھی کوئی بات اِدھر کی سن کر اُدھر بیان کرنے والی طبیعت تھی۔کم گواورسادہ مزاج تھیں۔

شاید یہی وجہ تھی کہ آپ کے ’ بڑے پن ‘ نے سب کوسکون اور

خوشیوں والی زندگی عطا کی، آپ نے ہمیشہ دوسری بیویوں کے بچوں سے بھی بہت اچھا سلوک کیا۔ بلکہ جب حضور کی ایک بیوی سیدہ سارہ بیگم صاحبہ فوت ہوئیں تو ان کے بچوں کی بہت پیار سے پرورش کی، جیسے اپنے بچے ہوتے ہیں۔اور کبھی کوئی فرق ان کے بچوں سے نہ کیا۔

بچو! اُمّی جان کا ایک اور پیارا واقعہ آپ کو سناتے ہیں کہ جب آپ کے شوہر نے دوسری شادی کا ارادہ ان پر ظاہر کیا تو انہوں نے ایک بات کہی کہ میری ایک بات مان لیں کہ ''آپ کے ذاتی کام سب میں ہی کیا کروں گی'' یعنی کپڑے دھلوانا استری کرنا، پگڑیوں کو مایہ وغیرہ دینا اور بے شمار چھوٹے چھوٹے کام بہت خوشی اور پیار سے کرتیں اور پھر یہ کام آپ نے ہمیشہ اتنی محنت اور پیار سے باقاعدگی کے ساتھ کئے کہ حضور کو کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے ۔ کیونکہ حضور جماعتی کاموں کی وجہ سے اس قدر مصروف تھے اور یہ ضروری بھی تھا کہ آپ کے آرام کا ایسا خیال رکھا جائے کہ وقت ضائع نہ ہو۔ اُمی جان کھانا بھی بہت مزیدار پکاتی تھیں اور سب کو آپ کے ہاتھ کے کھانے بے حد پسند آتے تھے۔

بچو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں جو بعض چھوٹے چھوٹے رواج ہیں ان میں سے اکثر حضرت اماں جان جو دہلی میں رہنے والی تھیں ان کی وجہ سے بھی بنے ہیں ۔ مثلاً پان کھانا یا گھر میں پاندان

موجود رکھنا گو کہ اب اس کا اتنا زیادہ نہ شوق ہے نہ رواج ہے۔ البتہ اُس زمانے میں اکثر گھروں میں پاندان بھی ہوتے تھے اور کوئی باقاعدہ کھاتا تھا اور کوئی کبھی کبھار۔ حضرت امی جان کو بھی بہت مزیدار پان بنانے آتے تھے۔ حالانکہ سادہ سے پان ہوتے تھے۔ حضور کو صرف اُمّی جان کے ہاتھ کا پان ہی پسند تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی بچے عطا فرمائے جن میں سے کچھ چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے۔ سات بیٹیاں اور دو بیٹیوں نے لمبی عمر پائی۔ آپ نبی کی بہو، ایک خلیفہ کی بیوی، ایک خلیفہ کی ماں اور ایک خلیفہ کی نانی بنیں۔ اور وہ اس طرح کہ

شوہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی و مصلح موعود

بیٹے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب)

نواسے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ (حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب)

اُمّی جان کی بڑی بیٹی حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے سب سے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ کے لئے منتخب فرمایا۔

جس گھر کی آپ بہو بنیں تھیں وہاں انسان کی خدمت، خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ بہت ہی اہم سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ خصوصاً عورتوں سے بے حد محبت اور پیار سے ملاقات کرنا، صبح شام ان کے مسائل سننا اور ہر ممکن مدد کرنا، لجنہ کے کام کرنا، گھر کے کام، بچوں کے کام الغرض ایسی مصروف زندگی تھی کہ شاید رات کو تھک ہار کر ہی آرام ملتا ہوگا۔

بچو! آؤ آج 'لجنہ' کی کہانی بھی تمہیں بتاتے ہیں۔ 1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے قادیان میں احمدی عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک جماعت بنائی۔ جس کا نام 'لجنہ اماء اللہ' رکھا یعنی 'اللہ کی لونڈیوں کی جماعت'۔ پہلے دن اس میں 14 عورتیں شامل ہوئیں۔ اُن سب کا ایک اجلاس ہوا جس میں حضور نے بھی تقریر فرمائی۔ اور اُن سب کے نام نوٹ کرنے کے بعد یہ بتایا کہ ایک ممبر کو صدر بناؤ اور ایک سیکرٹری ہو جو با قاعدہ اجلاس کیا کریں۔ سب شامل ہوں۔ عورتوں کی تعلیم میں ترقی کے لئے کوشش کی جائے۔ قرآن مجید سکھایا جائے اور دین سکھایا جائے وغیرہ۔

چنانچہ جب پہلا اجلاس ہوا اور حضرت اماّں جان کو سب نے صدر بنایا تو اماّں جان نے اپنی صدر والی کرسی پر حضرت اُمّ ناصر یعنی

اُمّی جان کو خود ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور سب اس بات سے یہ سمجھ گئے کہ اب سارے کام اُمّی جان کی صدارت میں ہوں گے۔ اور اُمّی جان ہی ہماری صدر ہیں۔ چنانچہ اللہ کے بے حد فضل اور احسان کے ساتھ انہوں نے وفات تک یعنی 36 سال تک اِس عہدے پر کام کیا اور احمدی عورتوں کی بے حد خدمت کی۔

آج جو ہمارے گھروں میں بھی لجنہ کا ذکر ہوتا ہے اور کام ہوتا ہے تو یاد رکھنا کہ اس کے پیچھے کچھ ایسی عورتوں کی قربانی کی کہانیاں ہیں جنہوں نے بہت محنت سے اس پودے کی پرورش کی اور آج یہ ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ (خدا کرے کہ سب ننھی بچیاں لجنہ کے کام کرنے والیاں ہوں اور سب ننھے بچے اطفال، خدام اور انصار کے کام کرنے والے ہوں۔ آمین)

اُمّی جان نے لجنہ کے کام بہت ہمت سے سنبھالے شروع میں تو یہ بھی تھا کہ اِجلاس کے لئے بہنیں اپنی اپنی کُرسی لاتیں اور پھر اُن پر بیٹھ کر اِجلاس ہوتا۔ اور دین کی ترقی کے لئے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے منصوبے بنائے جاتے اور ان پر خوب محنت سے سب مِل جُل کر عمل کرتیں۔ آہستہ آہستہ یہ جماعت قادیان سے نکل کر پورے ملک ہندوستان میں اور پھر جہاں جہاں احمدی عورتیں ہیں وہاں قائم ہونا شروع

ہو گئی۔ اور ان سب کی صدر حضرت اُمّ ناصر صاحبہ تھیں۔ شروع میں چار درس گاہیں (اسکول) اور قرآن مجید پڑھانے اور سکھانے کیلئے کھولے گئے۔ جن میں سے ایک حضرت اُمّی جان کا گھر بھی تھا جو آپ نے خود پیش کیا۔ جہاں آپ نے بہت سی عورتوں اور بچوں کو قرآن مجید، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عربی سکھاتی تھیں۔

آپ کی ایک بہت نمایاں خوبی اپنے مال کی ہر طرح قربانی کرنا تھی۔ اور آپ اس میں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی ایک قربانی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنے الفاظ کے ذریعہ دنیا میں ہمیشہ کے لئے یادگار بنا دیا ہے۔

جب 1913ء میں اخبار 'الفضل' جاری کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت کی بات آپ کے اپنے قلم سے بہت خوبصورت طریقہ سے آپ خود پڑھ کر مزا لے سکتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں پیسہ لگانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اِس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اِس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دو زیور مجھے

دے دیئے کہ ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔

وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنوا کر نہ دی ہے۔اس کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے اور اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کر دوں تو ان کا سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔اس حسنِ سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میری زندگی کے ایک نئے باب کا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بڑا سبب پیدا کر دیا۔

کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو بھی خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا ہو۔''

آپ کے شوہر آپ کو گھر کے خرچ کے علاوہ جیب خرچ بھی اپنے ذاتی استعمال کے لئے دیا کرتے تھے۔آپ وہ سارا چندہ میں دے دیتیں تھیں ۔ ہر مالی تحریک میں حصّہ بھی لیتیں ۔ یہاں تک کہ وصیت کا چندہ 1/3 اداء کرتی تھیں یعنی اپنی آمد کا تیسرا حصّہ ۔ بے حد سلیقہ مند تھیں، فضول خرچ بالکل نہ تھیں، تبھی تو پیسے بچا کر چندے دینے کا شوق تھا۔ پرانے جوڑوں کے اُوپر لگے گوٹے اُتار کر نئے کپڑوں پر لگا کر پہنتیں تو لوگ

سمجھتے ، بہت قیمتی جوڑا پہنا ہے۔

بچو! یہی قربانی تھی جس کی اس وقت خدا کی ایک غریب جماعت کو بھی بہت ضرورت تھی ۔ گھر میں رہنے کا طریقہ بھی بہت سادہ مگر صاف ستھرا تھا۔ کھانے پینے کی چیزیں ہو یا کپڑا سب کچھ بہت سلیقہ مندی سے خرچ کیا جاتا۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ پیسے بچا کر ضرورت مندوں کی مدد کریں یا چندے میں دے دیں اور یہی وہ پہلے لوگوں کی قربانیاں تھیں۔

اسلئے بچو! ان پاک اور نیک بزرگ عورتوں، مردوں کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھنا جن کی وجہ سے آج ہماری جماعت اتنی پھیل چکی ہے اور دن بدن بڑھتی اور پھیلتی جا رہی ہے۔

حضرت اُمّ ناصر جن کو ہم اُمّی جان کے نام سے یاد کر رہے ہیں اُن کی ایک بہت پیاری بات بھی سنو! اُن کو سب سے زیادہ احمدیت سے محبت تھی اور خلافت کے مقام کا خوب علم تھا۔ اور اس کے لئے اتنی غیرت رکھتی تھیں کہ سب رشتے اس کے سامنے کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے ایک چچا زاد بھائی جو جماعت کے خلاف تھے ۔آپ سے ملنے آئے اُمّی جان نے فوراً کہلا بھیجا کہ ''میں بالکل بھی نہ ملوں گی'' بعد میں جب انہوں نے حضور سے ملاقات کی تو حضور نے کہلا بھیجا کہ کھانا تیار کریں میں اُن کو لا رہا ہوں چنانچہ آپ کے حکم کو مانتے ہوئے جلدی سے

کھانا تیار کروایا اور جب وہ کھانا کھا کر جا چکے تو اُمّی جان نے حضور سے کہا کہ میں تو ملاقات سے بھی انکار کر چکی تھی اور آپ اُن کو گھر کھانے پر لے آئے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ''بے شک وہ ہمیں گالیاں دیتے ہیں لیکن اِس وقت وہ ہمارے مہمان تھے اور مہمان کی خاطر فرض ہے۔''

آپ کو ہمیشہ سے مہمانوں کی خدمت کرنے اور خیال رکھنے کا بہت شوق تھا۔ دارالمسیح میں جلسہ سالانہ کے موقعوں پر اکثر اتنے زیادہ مہمان ہوتے کہ تین تین سو اور چار چار سو تک لوگ ٹھہرتے تھے اُن دنوں ہر روز صبح سویرے ملازمین کے ساتھ آپ بھی اٹھ کر مہمانوں کو اُن کے کمروں میں گرما گرم چائے بھجواتیں اور فرماتیں کہ بے حد ٹھنڈ ہے یہ نہ ہو کہ کسی کو صبح چائے کی عادت ہو اور اس کو نہ ملنے سے تکلیف ہوتی ہو۔

مہمان کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورتوں کا بہت خیال رکھتی تھیں اور ہر وقت آپ کے گھر عورتوں کا ایک 'مجمع' سا لگا رہتا۔شائد ہی کوئی وقت ایسا ملتا کہ فارغ بیٹھ سکیں۔ یہاں تک کہ جب ربوہ میں زندگی کے آخری سالوں میں کچھ بیمار تھیں احمدی عورتیں صبح سے لے کر رات بارہ بارہ بجے تک محبت اور شوق سے ملنے آتیں تو آپ بھی سب سے بہت پیار اور محبت سے ملاقات فرماتیں۔اور باوجود کمزوری کے تھکان کا اظہار نہ کرتیں۔ خاص طور پر حضرت امّاں جان کی وفات کے بعد تو احمدی خواتین بہت

زیادہ آپ سے ملاقات کے لئے آتی تھیں۔حضرت اُمّی جان بے حد دُعا گو، عبادت گزار اور ایک فرشتہ صفت انسان تھیں۔اپنے بچوں کی نمازوں کا خاص خیال رکھتیں کہ وقت پر باقاعدگی سے نمازیں پڑھا کریں۔

آپ کی بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بیان کرتیں ہیں ''مجھے یاد ہے جب میں چھوٹی تھی تو صبح کی نماز کے لئے جگاتی تھیں اگر میں اُٹھنے میں سستی کرتی تو پانی کے چھینٹے دے کر صبح کی نماز کے لئے جگاتی تھیں......لڑکوں کو مسجد بھجواتیں تھیں کہ جماعت کے ساتھ جا کر نماز پڑھیں۔'' چنانچہ آج ان کے بچے اپنے والدین کی تربیت کی وجہ سے بھی دُعاؤں اور نمازوں میں بہت توجہ دیتے ہیں۔

آپ کی مندرجہ ذیل اُولاد نے لمبی عمر پائی:۔

1 حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث
2 صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ
3 صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
4 صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
5 صاحبزادی امتہ العزیز بیگم صاحبہ
6 صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب
7 صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب

8 صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب

9 صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب

آج آپ نے اُمّی جان کی جو چھوٹی سی کہانی پڑھی ہے اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ قربانی کبھی ضائع نہیں جاتی لیکن شرط ہے کہ قربانی بہت خلوص ،محبت اور مسلسل محنت سے کی جائے یہی قربانی جو خاوند کی خاطر دی کہ انہوں نے دین کی خاطر مزید شادیاں کیں ۔ایک وقت میں بعض دفعہ چار چار گھر تھے ۔ دوسری سب بیویوں کے ساتھ بڑی بہنوں والا سلوک کیا۔ سب کے بچوں کو اپنا بچہ سمجھا۔ پھر اپنے بڑے بیٹے (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) کو چھوٹی عمر میں ہی حضرت امّاں جان کے سپرد کر دیا ۔اگر چہ سب کے گھر ساتھ ساتھ تھے ۔لیکن بچے کی مکمل ذمہ داری امّاں جان ہی کی رہی اور آپ نے بھی کبھی دخل نہ دیا۔

مال کی قربانی کی ،تو سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا۔ وقت کی قربانی ، یہ کہ ہر لمحہ خلیفہِ وقت جو آپ کے شوہر تھے کی رضا کی خاطر اپنے گھر اور اپنے آپ کو وقف رکھا ۔الغرض خدا کی اِس پیاری ہستی نے اگر اتنی قربانیاں دیں تو خدا تعالیٰ نے ان کو قبول فرمایا اور آپ کی نسل میں خلافت کی صورت میں آپ پر انعام جاری کیئے ۔

حوالہ جات

(1) تاریخ لجنہ جلد دوم صفحہ 506 تا 509

(2) سیرۃ وسوانح حضرت سیّدہ امّ ناصرؓ از مکرمہ نسیم سعید صاحبہ لاہور صفحہ 5 تا 87

(3) مصباح ستمبر 1958ء صفحہ 5-4

حضرت سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہ

(Hadhrat Syeda Mehmuda Begum Sahiba)

Urdu

by Mubashra Basharat

Published in UK in 2008

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ